ہیں۔ ان حدود کے مطابق ان سے رابطہ رکھا جا سکتا ہے۔ ان کو نظرانداز کر کے دوستی اور تعلقات قائم کرنا خلاف شرع ہے۔

خوش گوار گھریلو زندگی کے لیے ایک دوسرے کے جذبات کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔ جو شوہر بیوی کو اس کے رشتہ داروں سے ملنے سے منع کرے، وہ کس طرح یہ توقع کرتا ہے کہ بیوی اس سے خوش دلی سے حسن سلوک کرے۔ روز مرہ گھریلو امور صرف ضابطہ کے امور تو نہیں' ان میں لطف و راحت تو دل کی کیفیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پھر جو افراد دین کے داعی ہوں، جن کے دین دار ہونے کی شہرت ہو' انھیں بدرجہ اولیٰ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے غلط افعال سے دین کی غلط نمایندگی اور بدنامی ہوتی ہے۔ طلاق جیسے ابغض الحلال کو محض کسی سے ملنے یا نہ ملنے سے مشروط تو جہلا کو بھی نہ کرنا چاہیے کجا کہ پڑھے لکھے لوگ یہ کام کر کے اپنی اور اپنی رفیقہ حیات کی زندگی کو عذاب میں ڈالیں۔ طلاق کے لیے جو طریق کار شریعت نے تجویز کیا ہے' اس میں ٹھنڈے دل سے بار بار سوچنے کا موقع فراہم ہوتا ہے' اسے زبان کی ایک حرکت سے ضائع کر دینا نہایت قابل مذمت ہے۔ طلاق کو کھیل نہ بنانے اور اس کی سنگین نوعیت کے پیش نظر فقہا کا عمومی موقف یہی ہے کہ اس طرح کی شرط پوری ہونے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے تدبیر ہو سکتی ہے جو کسی عالم دین سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایسے شخص کو اچھی طرح تنبیہہ کیا جانا ضروری ہے' خواہ اس کے بزرگوں کی طرف سے ہو' یا برادری یا معاشرہ کے کسی ادارے کی طرف سے۔ (ع - م)

خواتین سے ضروری رابطہ

ٹیلی فون گفتگو کے دوران اکثر مسلمان خواتین ''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'' کا جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرتی ہیں۔ کیا یہ درست ہے یا غلو کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی طرح ٹیلی فون پر ضروری پیغامات دینا ہوتے ہیں' جبکہ خواتین یہ کہہ کر فون بند کر دیتی ہیں کہ مرد گھر پر موجود نہیں۔ اس مسئلے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مردوں کے لیے عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا اس کا جواب دینا سنت سے ثابت ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں ''باب تسلیم الرجال علی النساء'' کا مستقل عنوان قائم کر کے اس کے تحت دو روایتیں ذکر کی ہیں۔ ایک حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کی روایت کہ ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے۔ ابوحازم نے جو' ان سے روایت کرنے والے ہیں' پوچھا آپ کس وجہ سے خوش ہوتے تھے تو انھوں نے جواب دیا: اس لیے کہ ہماری ایک بڑھیا اسی روز چقندر کو جو کے آٹے کے ساتھ ملا کر ہمارے لیے ہنڈیا میں پکاتی تھی۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے پاس آتے اور اسے سلام کہتے' پھر وہ ہمیں چقندر کھانے کے لیے پیش کرتی تھی۔ اسی وجہ سے ہم خوش ہوتے